سلسلة إصدارات المكتب رقم ٩٨

امنِ عالم ہے فقط دامنِ اسلام میں

اعداد

معالی الشیخ علامہ ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان

(رکن بورڈ کبار علماء ورکن دائمی افتاء کمیٹی)

ترجمانی

ندیم اختر سلفی

نظر ثانی

شیخ بدیع الزماں المدنی

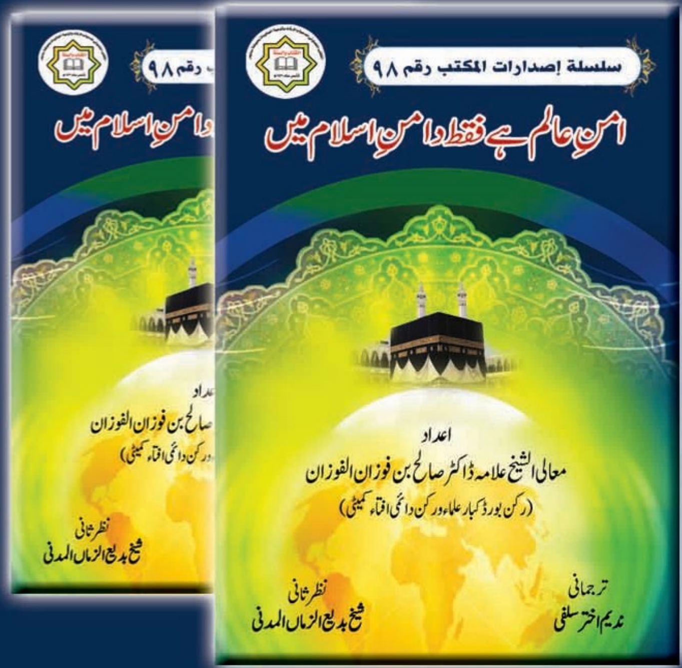

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في حوطة سدير
تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

حي الشفا: ص.ب ١٧٥ ، الرمز البريدي ١١٩٨٢
ت: ٠٦٤٤٣٢٠٤٨ - ف: ٠٦٤٤٣٢٠٥٤
حساب المكتب: ١٦٠٦٠٨٠١٠٠٥٢٠٥٤
شركة الراجحي المصرفية – فرع حوطة سدير
E-mail: dawahhs@gmail.com

سلسلة مطبوعات المكتب (٩٨)

امنِ عالم ہے فقط دامنِ اسلام میں

اعداد

معالی الشیخ علامہ ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان

(رکن بورڈ کبار علماء ورکن دائمی افتاء کمیٹی)

ترجمانی

ندیم اختر سلفی

نظر ثانی

شیخ بدیع الزماں المدنی

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في حوطة سدير

تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

ردمک

بسم الله الرحمن الرحيم

زیرِ نظر کتابچہ عالم اسلام کی مشہور و معروف شخصیت معالی الشیخ علامہ ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان (حفظہ اللہ) کے دو خطبوں اور دو مضامین پر مشتمل ہے، موضوع کی اہمیت کے پیش نظر مرکز دعوت وارشاد حوطہ سدیر آپ حضرات کی خدمت میں اردو زبان میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرر ہا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے عام مسلمانوں کے لئے نفع بخش اور حقیقی اسلام کی طرف لوٹنے کا ذریعہ بنائے۔

ادارہ

مرکز دعوت وارشاد حوطہ سدیر

مملکت سعودیہ عربیہ

امنِ عالم ہے فقط دامنِ اسلام میں

امنِ عالم ہے فقط دامنِ اسلام میں

- دستورِ الٰہی ہے کہ بغیر ایمان کے امن وسلامتی کا قیام ممکن نہیں، ایسا ایمان جو شرک کی آلائشوں سے پاک وصاف اور ظلم وطغیان کی گندگی سے دور ہو تب جاکر سماج ومعاشرہ امن وآشتی کا گہوارہ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمۡ يَلۡبِسُوٓاْ إِيمَٰنَهُم بِظُلۡمٍ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلۡأَمۡنُ وَهُم مُّهۡتَدُونَ﴾ (ترجمہ: جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں)۔[۱]
- اللہ کے بندو! امن وسلامتی ایک ایسا پاکیزہ مقصد ہے جسے پانے کی ہر انسانی سماج ومعاشرہ کی خواہش ہوتی ہے، دنیا کی حکومتیں اور اقتدار پسند لوگ اپنے تمام فکری اور مادّی وسائل کا استعمال کرکے حصولِ امن کی دوڑ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں ہیں۔
- امن کے مقابل خوف ہے۔ امن وہ ہے جس سے دل میں سکون واطمینان ہو، ذہن ودماغ اور قلب وجگر سے خوف ودہشت کا ختم ہو جانا امن کہلاتا ہے۔ امن وامان اور سلامتی والا وہ شہر ہے جس کے باشندے بے خوف وخطر اور آرام وسکون کی

---

(۱) سورۃ الأنعام: ۸۲

زندگی بسر کرتے ہوں۔ غذا انسانی جسم کے لئے توانائی اور قوت کا کام کرتا ہے، تو امن سے روح کی تسکین ہوتی ہے، اسی لئے طلب غذا پر طلبِ امن کو مقدم کیا گیا ہے، کیونکہ خوف و دہشت اور ڈر کے سائے میں انسان غذا سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا، نیند کا مزہ نہیں لے سکتا اور نہ حالتِ خوف میں کہیں رہ سکتا ہے۔ اسی لئے خلیل اللہ حضرت ابراہیم **(علیہ الصلاۃ والسلام)** نے جب مکہ کے لئے دعا کیا تو راحت وامن وسلامتی کی دعا پہلے کی بعد میں رزق کا سوال کیا: ﴿رَبِّ ٱجۡعَلۡ هَٰذَا بَلَدًا ءَامِنًا وَٱرۡزُقۡ أَهۡلَهُۥ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ﴾ (ترجمہ: اے پروردگار! تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو پھلوں کی روزیاں دے)۔(1)

❁ انسان امن وسلامتی کا محتاج ہے:

لہذا ہر فرد بشر کو امن وراحت کی ضرورت ہے۔ لیکن قیامِ امن اور حصولِ راحت کے اسباب کیا ہیں؟ انسانی سماج میں امن وسلامتی کی سیادت کیسے بحال ہوگی؟ کیا یہ حکومتوں کی طرف سے دھڑ پکڑ اور جبر واستبداد جیسے نظام سے حاصل ہوگا جسے آج کی زبان میں آمریت (ڈکٹیٹر شپ) اور مطلق العنانی کے نام سے پکارا جاتا ہے؟ یا پھر ایسا نظام ہو کہ مجرموں اور فساد پھیلانے والوں کے ساتھ اس قدر نرمی اور چشم پوشی سے کام لیا جائے کہ لاقانونیت اور انتشار وبد نظمی کی فضا قائم ہو جائے؟ جس

(١) سورۃ البقرۃ:١٢٦

نظام کو آج جمہوریت کے نام سے جانا جاتا ہے۔یا امن کی بحالی میں دمار اور ہلاکت وبربادی پھیلانے والے اسلحہ جات اور نئے نئے اختراعات کا استعمال کیا جائے؟ یا امن وسلامتی کی فضا کو سازگار بنانے میں مضبوط قلعے، ٹھوس دروازے اور محافظوں کو بروئے کار لایا جائے؟ آخر ان میں کون سا ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعے سماج ومعاشرے میں امن وامان اور صلح وآتشی کی راہ ہموار ہو؟

بحالیٔ امن میں دنیاوی نظام کی ناکامی:

واقعہ یہ ہے کہ یہ سارے وسائل دھرے کے دھرے رہ گئے، دنیاوی سارے نظام ناکام ہوگئے، انسانوں کے سارے اینچ پینچ عاجز آگئے مگر امن وسلامتی کو بحال نہ کرسکے، اس کی سب سے بڑی دلیل ترقی یافتہ ممالک کے حالات ہیں جو ہر قسم کی مادّی قوتوں سے لیس ہونے کے باوجود لاقانونیت اضطراب وبے چینی اور افراتفری کے شکار ہیں،ملک کے ہر چہار سو خوف وہراس کا ماحول ہے، مجرموں، غنڈوں اور شر پسندوں کا دور دورہ ہے، حتیٰ کہ ان ممالک کی طرف سفر کرنے والے بھی اپنے آپ کو غیر محفوظ تصوّر کرتے ہیں، شدید خوف وہراس میں ہمہ وقت لوٹے جانے کا انہیں خطرہ رہتا ہے۔

صرف اسلام ہی امن وسلامتی کا ضامن:

مقامِ غور وفکر ہے کہ جب انسانوں کے بنائے ہوئے سارے نظام امن وامان کی

بحالی کے لئے آزمالئے گئے پھر بھی ناکام رہے تو آخر صحیح اور ٹھوس اسباب کیا ہیں جن سے امن کا بول بالا ہو؟ یقیناً قیامِ امن کے سارے اسباب ایک ہی چیز کے سائے میں ہیں اور وہ ہے دینِ اسلام جسے اللہ نے قیامت کے دن تک ساری بشریت کے لئے پسند فرمالیا: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ ٱللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ (ترجمہ: اور یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟)،(۱) جس کے بارے اللہ جل وعلا کا یہ فرمان ہے: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِى وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًا﴾ (ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا)،(۲) اور حاملِ رسالت نبی (ﷺ) کی یہ صفت بیان کی: ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ﴾ (ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے)۔(۳)

---

(۱) سورۃ المائدۃ:۵۰

(۲) سورۃ المائدۃ:۳

(۳) سورۃ الأنبیاء:۱۰۷

- **دین اسلام ہی میں بشریت کے لئے امن وامان ہے:** ظہورِ اسلام سے قبل عرب کی حالت خصوصاً اور دنیا کی حالت عموماً خود اس بات پر بہترین گواہ ہے، وہاں کا معاشرہ جاہلیت کے عمیق غار میں اوندھے منہ گرا پڑا تھا، لوگ ضلالت و گمراہی میں پوری طرح ڈوبے ہوئے تھے، خود جزیرۂ عرب کی یہ حالت تھی کہ وہ فتنے، بدامنی، ہنگامے، فسادات، لوٹ کھسوٹ اور جنگ وجدال کا میدان بنا ہوا تھا۔ لیکن جیسے ہی اس دین اسلام کی کِرن پھوٹتی ہے اور لوگ اس کے سائے میں پناہ لیتے ہیں تو عرب کا یہی معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن جاتا ہے، جس میں امن کی سیادت اور سلامتی کا دور دورہ ہوتا ہے، وحی الٰہی کا حکم چلتا ہے اور صاف ستھرے عقیدے کی دعوت ورہنمائی کا کام چل پڑتا ہے، عداوت محبت میں بدل جاتی ہے، ترکِ تعلق اخوّت وبھائی چارگی اور خود غرضی وبخالت ایثار ومواسات میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس نعمت کا اظہار اس طرح فرمارہا ہے: ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا﴾ (ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے)،[1] اورارشادباری تعالیٰ ہے:

(۱) سورۃ آل عمران:۱۰۳

﴿وَٱذۡكُرُوٓاْ إِذۡ أَنتُمۡ قَلِيلٞ مُّسۡتَضۡعَفُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ ٱلنَّاسُ فَـَٔاوَىٰكُمۡ وَأَيَّدَكُم بِنَصۡرِهِۦ وَرَزَقَكُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ تَشۡكُرُونَ﴾ (ترجمہ: اور اس حالت کو یاد کرو! جب تم زمین میں قلیل تھے، کمزور شمار کئے جاتے تھے۔ اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں، سو اللہ نے تم کو رہنے کی جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا فرمائیں تا کہ تم شکر کرو)۔[1]

- یہ ماضی کی شہادت ہے کہ امن وسلامتی کی ضمانت صرف اسی دین اسلام ہی میں ہے، اگر حال میں اس کی مثال دیکھنا ہو تو سعودی عرب کو دیکھ لو، ایک وقت تھا کہ عرب کا یہ خطہ انارکی، لاقانونیت اور خوف ودہشت کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، دیہاتی وشہری ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن کر جی رہے تھے، خود شہریوں کا یہ حال تھا کہ وہ ایک دوسرے کو مرنے مارنے پر تُلے ہوئے تھے، ہر بستی والے دوسری بستی پر حملہ آور ہوتے، ان میں دشمنی اور انتقامی جذبہ کا عنصر بہت زیادہ پایا جاتا تھا۔

- **دعوتِ توحید کا ثمرہ**:

لیکن جب اللہ تعالیٰ نے امام ومجدد محمد بن عبد الوہاب (رحمہ اللہ) کی دعوتِ توحید

(۱) سورۃ الأنفال:۲٦

کے ظہور کے نتیجے میں اس خطہ پر احسان کیا، اور جب لوگوں نے صحیح عقیدہ اور تمسک بالدین کی مبارک دعوت کو اپنے سینے سے لگایا اور اس مبارک دعوت کی نصرت وحمایت کے لئے کمر کس لئے تو اللہ تعالیٰ نے اس خطہ کو پُر امن بنادیا اور ایک ایسی سلطنت کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں تھمادی جو اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرتی ہے۔ الحمد للہ ماضی اور حال دونوں میں یہ ملک (سعودی عرب) دنیا والوں کے لئے امن وسلامتی کے قیام میں ایک مثال بن گیا، ہر طبقہ کے لوگوں نے اس کی گواہی دی، جرائم کی قلت اور امن وسلامتی کی بحالی کے نتیجے میں یہ ملک دنیا میں ترقی یافتہ ممالک میں سرِ فہرست بن گیا، سیّاحوں اور مستشرقوں نے خود اس کی گواہیاں دیں اور امن وسلامتی والے اس ملک کو خوب سراہا، جو یہ واضح دلالت کرتا ہے کہ دین اسلام ہی امن وسلامتی کا ضامن ہے۔

❁ امن وسلامتی کے بنیادی اسباب:

(۱) امن وآشتی کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ اللہ پر ایمان اور اس کی نگرانی کا احساس ہو، اور دلوں میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر ہے، وہ اپنے بندوں کے اسرار وظواہر سب کو جانتا ہے اور یہ کہ بندوں کے تصرّفات پر وہ بدلہ دینے والا ہے۔ اگر یہ شعور وآگہی انسان کے اندر پیدا ہو جائے تو کسی بھی جرم کے ارتکاب سے پہلے وہ سوچے گا اور اللہ کا خوف کرتے ہوئے اس

جرم سے باز آجائے گا۔

(۲) اسلام میں امن وسلامتی کا ایک دوسرا بنیادی سبب اصلاحِ عقیدہ ہے وہ یہ کہ عبادت صرف اللہ کی ہو ماسوی اللہ کی عبادت سے پوری طرح برأت کا اعلان کیا جائے۔ اس مبارک عمل کے نتیجے میں مسلمان بھائی بھائی بن کر اللہ ہی کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہو جائیں گے، کوئی بھی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے ہاتھوں ظلم وتعدی کا شکار نہ ہو گا۔ قیامِ امن کے یہ دونوں اہم عناصر قرآن کریم کی اس آیت میں موجود ہیں: ﴿ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنكُمْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي ٱلْأَرْضِ كَمَا ٱسْتَخْلَفَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ ٱلَّذِي ٱرْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْـًٔا ﴾ (ترجمہ: تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ مُحکم کر کے جمادے گا جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے)۔ (۱)

---

(۱) سورۃ النور:۵۵

(۳) امن وسلامتی کا ایک اور بنیادی سبب نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، خیر کی دعوت دینا اور منکر کاموں سے روکنا بھی ہے، کیونکہ نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے، زکاۃ سے فقیروں اور محتاجوں کی مدد ہوتی ہے، زکاۃ دلوں میں محبت کا بیج بوتا ہے، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعے معاشرہ کے بدمعاشوں کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے ، اور یہ فریضہ جرم وفساد کے سامنے ایک آہنی دیوار بن جاتا ہے۔ سماج ومعاشرہ کو پُر امن بنانے والے یہ سارے عناصر اگر ڈھونڈنا چاہو تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کو دیکھ لو: ﴿ وَلَيَنصُرَنَّ ٱللَّهُ مَن يَنصُرُهُۥٓ إِنَّ ٱللَّهَ لَقَوِىٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ ٱلَّذِينَ إِن مَّكَّنَّٰهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ أَقَامُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا۟ ... وَنَهَوْا۟ ... ٱلْأُمُورِ ﴾ (ترجمہ: اور جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جمادیں تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں اور زکوتیں دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور بُرے کاموں سے منع کریں)۔ (۱)

(۴) اجتماعیت، اتحاد واتفاق، حاکمِ وقت کی غیر معصیت میں اطاعت اور اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرنا بھی قیامِ امن کے لئے ایک اہم اور بنیادی سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى

(۱) سورۃ الحج: ۴۰-۴۱

ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا ﴿

(ترجمہ: اے ایمان والو! فرمانبر داری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبر داری کرو رسول (ﷺ) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے)۔(۱)

حفاظت وحمایت اور اجتماعیت کی خاطر ہی حاکمِ وقت کے خلاف بغاوت اور اس کی اطاعت سے روگردانی کرنے کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، کیونکہ اس سے بہت سارے فتنے جنم لیتے ہیں، امن وامان بگڑ جاتا ہے، ملک لا قانونیت اور افراتفری کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور سماج کئی جتھوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ **آزادی کے نام پر جہاں جہاں بھی اس اصل (اولی الأمر کی اطاعت) سے کھلواڑ کیا گیا اور سلطنت کی حرمت کو پامال کیا گیا وہاں کے حالات آپ سب کی نگاہوں کے سامنے ہیں،** آپس میں لڑنے والے احزاب اور گروہ پیدا ہو گئے، ہر پارٹی کا یہی منشا ہوتا ہے کہ حزب مخالف کو زیر کر کے اقتدار کی کرسی پر قبضہ جمالے، اس منحوس کام کے لئے خونی انقلابات کا سہارا لیا گیا جن میں نہ جانے کتنے

(۱) سورۃ النساء:۵۹

مال اور جان تباہ وبرباد ہوگئے، کتنے شہر ویران اور کھنڈروں میں تبدیل ہوگئے۔ (*)

(۵) امن وشانتی کے بنیادی اسباب میں سے ایک سبب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گذاری، اور ان نعمتوں کے ذریعے اللہ کی اطاعت پر مدد چاہنا، اور فائدہ مند چیزوں میں اس کا استعمال کرنا ہے۔ کیونکہ نعمتوں کی ناقدری خوف اور بھوک مری کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ﴾ (ترجمہ: پس انہیں چاہئے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں، جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر اور خوف میں امن وامان دیا)، (۱) اور ارشاد ہے: ﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن واطمینان سے تھی اس کی روزی اس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی۔ پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور

(*) موجودہ دور میں ہماری آنکھوں کے سامنے سوریا، عراق اور مصر کے خونچکاں واقعات اور ان کی نازک ترین صورت حال ہے، ان فتنوں اور مصائب کی جڑ اور بنیاد حکومتِ وقت کے خلاف بغاوت ہے۔

(۱) سورۃ قریش: ۳-۴

ڈر کا مزہ چکھایا جو بدلہ تھا ان کے کرتوتوں کا)۔(1)

(٦) امن وسلامتی کا ایک بنیادی سبب شریعت کے قائم کردہ حدود کا نفاذ بھی ہے، جس کا مقصد کمزور ایمان والے ان مجرموں کی سرکوبی کرنا ہے جن پر وعظ وتذکیر اور امر ونواہی کا کوئی اثر نہیں ہوتا، ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ سزائیں مقرر کی ہیں جو ان کو گمراہی اور سرکشی سے باز رہنے کا سبب بنتی ہیں، اور دوسرں کے لئے ان میں زجر وتوبیخ ہے تاکہ وہ مجرموں کی روش نہ اپنائیں۔(*)

✸ نفاذ حدود کا مقصد:

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قاتل کی سزا قتل، چور کی سزا قطعِ ید (ہاتھ کاٹنا)، رہزنوں اور لٹیروں کی سزا ہاتھ، پاؤں کاٹنا، یا قتل، یا سولی پر چڑھانا مقرر کیا ہے، اسی طرح مُحصِن (شادی شدہ) زانی کی سزا رجم (سنگسار کرنا یہاں تک کہ مر جائے)، غیر

(١) سورۃ النحل:١١٢

(*) چنانچہ حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کا قول ہے: «إنَّ اللهَ لَيَزَعُ الناس بالسُّلطانِ مَا لا يَزَعُ بالقُرْآنِ» (فتح القدير للشوكاني ٣/ ٣٠٠) (مجموع الفتاوى لابن تيمية ١١/ ٤١٦) (البداية والنهاية ط دار أحياء التراث /) (یعنی اللہ تعالیٰ قرآن کے ذریعے زجر وتوبیخ سے زیادہ حاکم [کی سختی اور اس کی عقوبت] کے ذریعے جرم کے ارتکاب کو روکتا ہے) [کیونکہ بعض کمزور ایمان والے پر قرآن کی دھمکی کا کوئی اثر نہیں ہوتا، حاکم کے ذریعے سزا ہی ایسے لوگوں کو ان کے جرم سے باز رکھ سکتی ہے]

مُحصِن (غیر شادی شدہ) زانی کی سزا کوڑے مارنا، تہمت لگانے والے اور شراب پینے والے پر کوڑے کی سزا شریعت نے مقرر کیا ہے۔ ان سب سزاؤں کا مقصد حفاظتِ امن وسلامتی ہے، نیز یہ کہ حد سے تجاوز کرنے والے کو عقوبت کی تلخی کا ویسا ہی مزہ ملے جیسا کہ اس نے سماج ومعاشرہ کو خوف ودہشت اور ظلم وعدوان کی کڑواہٹ کا مزہ چکھایا ہے۔

- اسلام میں امن وسلامتی کے یہ اہم اور بنیادی اسباب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے دینی حیثیت سے پسند کیا ہے، اللہ کے اس فضل واحسان پر اللہ ہی کے لئے حمد وثنا ہے۔

- **اسلام دنیا وآخرت دونوں کے امن کا ضامن ہے:**

جس طرح اسلام دنیا میں امن وامان کو یقینی بناتا ہے اسی طرح وہ قیامت کے دن کے خوف سے بھی امن وسلامتی کی ضمانت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمْ يَلْبِسُوٓاْ إِيمَٰنَهُم بِظُلْمٍ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ﴾ (ترجمہ: جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں)،(۱) اور ارشاد الٰہی ہے: ﴿إِنَّ ٱلْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾

(۱) سورۃ الأنعام: ۸۲

ٱدۡخُلُوهَا بِسَلَٰمٍ ءَامِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعۡنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنۡ غِلٍّ إِخۡوَٰنًا عَلَىٰ سُرُرٖ مُّتَقَٰبِلِينَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمۡ فِيهَا نَصَبٞ وَمَا هُم مِّنۡهَا بِمُخۡرَجِينَ﴾ (ترجمہ: پرہیز گار جنتی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔(ان سے کہا جائے گا) سلامتی اور امن کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔ ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا، ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے، نہ تو انہیں وہاں کوئی تکلیف چھو سکتی ہے اور نہ وہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے)،(۱) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِلَّا مَنۡ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحٗا فَأُوْلَٰٓئِكَ لَهُمۡ جَزَآءُ ٱلضِّعۡفِ بِمَا عَمِلُواْ وَهُمۡ فِي ٱلۡغُرُفَٰتِ ءَامِنُونَ﴾ (ترجمہ: ہاں جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کے لئے ان کے اعمال کا دوہرا اجر ہے اور وہ نڈر و بے خوف ہو کر بالاخانوں میں رہیں گے)،(۲) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ ٱلۡمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٖ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّٰتٖ وَعُيُونٖ ﴿٥٢﴾ يَلۡبَسُونَ مِن سُندُسٖ وَإِسۡتَبۡرَقٖ مُّتَقَٰبِلِينَ ﴿٥٣﴾ وَزَوَّجۡنَٰهُم بِحُورٍ عِينٖ ﴿٥٤﴾ يَدۡعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَٰكِهَةٍ ءَامِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا ٱلۡمَوۡتَ إِلَّا

(۱) سورۃ الحجر: ۴۵-۴۸

(۲) سورۃ سبأ: ۳۷

ٱلْمَوْتَةَ ٱلْأُولَىٰ ۖ وَوَقَىٰهُمْ عَذَابَ ٱلْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ﴿٥٧﴾ ﴾ (ترجمہ: بے شک اللہ سے ڈرنے والے امن وچین کی جگہ میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں۔ باریک اور دبیز ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ یہ اسی طرح ہے اور ہم بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کردیں گے۔ دل جمعی کے ساتھ وہاں ہر طرح کے میووں کی فرمائشیں کرتے ہوں گے۔ وہاں وہ موت چکھنے کے نہیں ہاں پہلی موت (جو وہ مر چکے)، انہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی سزا سے بچادیا۔ یہ صرف تیرے رب کا فضل ہے، یہی ہے بڑی کامیابی)۔(1)

- اس معنیٰ کی بہت ساری آیتیں ہیں جو بتاتی ہیں کہ اسلام اپنے ماننے والے کو دنیا وآخرت دونوں میں تحفظ فراہم کرتا ہے، اسلام کے بغیر نہ امن وسلامتی ہے اور نہ ہی نجات کی کوئی راہ ہے، اسلام کے بغیر ایک انسان پر خوف وڈر کا سایہ ہمیشہ مسلط رہے گا اور وہ دائمی عذاب وتکلیف کا شکار رہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں کہا ہے: ﴿ لَّهُمْ عَذَابٌ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ ٱلْءَاخِرَةِ أَشَقُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ مِن وَاقٍ ﴿٣٤﴾ ﴾ (ترجمہ: ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے، اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی زیادہ سخت ہے)،(2) نیز ارشاد ہے:

---

(۱) سورۃ الدخان: ۵۱-۵۷

(۲) سورۃ الرعد: ۳۴

﴿وَأَنَّهُۥ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ ٱلْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ ٱلْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝٦﴾
(ترجمہ: بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے)۔([1])

- غیر اللہ سے پناہ مانگنے والے پر خوف ودہشت کا سایہ ہمیشہ بڑھتا ہی رہے گا، غیر اللہ سے پناہ مانگنا شرک ہے جس کی موجودگی میں امن وسلامتی ہمیشہ خطرے میں رہے گی۔ آج لوگوں کے احوال اس کے سب سے بہتر گواہ ہیں، کیونکہ کافر ممالک عموماً اور اسلام سے دور ہونے والے عرب (وعجم) کے وہ حضرات جنہوں نے اپنی عوام کو غیر شرعی (جمہوری اور مغربی لادینی) نظام کا پابند بناکر ان پر حکومتیں کیں ، حدود اللہ کو معطّل کیا، اور اپنے ملکوں میں قبروں پر جاکر شرک اکبر کو انجام دینے کا سرٹیفکٹ فراہم کیا، ایسے لوگ مسلسل خوف وقلق ، بے چینی بدامنی اور پے درپے انقلابات وافسردگی کی حالت میں زندگی گذار رہے ہیں۔
- اس اضطراب وبے چینی کی کیفیت سے باہر آنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ حقیقی معنوں میں کلّی طور پر اسلام کی طرف پلٹ جائیں نہ کہ جزوی طور پر، جیسا کہ بعض جماعتوں کا شیوہ ہے کہ وہ صرف تطبیقِ حدود کا مطالبہ کرتی ہیں، جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پہلے مظاہر شرک کے ازالے کا مطالبہ کیا جائے، عقیدہ صحیحہ کی طرف لوٹنے

---

(١) سورۃ الجن:٦

کا مطالبہ کیا جائے جو کہ اساسِ شریعت، اسلام کی بلند چوٹی اور دعوتِ انبیاء کا نقطۂ آغاز ہے، کیونکہ اس امت کے بعد میں آنے والوں کی اصلاح اسی سے ہو گی جس سے ان کے پہلوں کی اصلاح ہوئی ہے۔(۱)

اللہ تعالیٰ مسلمانانِ عالم کے احوال کی اصلاح فرمائے، ان کی حالتِ زار پر رحم وکرم کرے، انہیں دین میں استقامت عطا کرے، اور انہیں کتاب وسنت اور سلف صالحین کے روشن منہج پر قائم ودائم فرمائے۔

(۱) التمهيد لابن عبد البر (۲۳/۱۰)

امن زندگی کی اہم ترین ضرورت

امن زندگی کی اہم ترین ضرورت

- تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جو ساری کائنات کا پروردگار ہے جس نے امن وسلامتی کا رشتہ ایمان کے ساتھ جوڑ دیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمۡ يَلۡبِسُوٓاْ إِيمَٰنَهُم بِظُلۡمٍ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلۡأَمۡنُ وَهُم مُّهۡتَدُونَ﴾(۱) (ترجمہ: جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں)۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ،وہ تنہاہے ،اس کی ربوبیت، الوہیت اور اس کے اسماء وصفات میں اس کا کوئی شریک نہیں، مشرکوں کے شرک سے اللہ بہت بلند وبالا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ صادق وامین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، بیش بہا درود وسلام ہو آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر۔
- اللہ کے بندو! تم جانتے ہو کہ امن وسلامتی زندگی کی ضرورتوں میں سے ایک اہم ضرورت ہے، بغیر امن وامان کے معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا، اس کے بغیر انسانی معاشرے کا وجود خطرے میں رہتا ہے۔ امن خوف کی ضد ہے، اسی لئے حضرت

---

(۱) سورۃ الأنعام: ۸۲

ابراہیم خلیل (علیہ الصلاۃ والسلام) نے جب اہلِ مکہ کے لئے دعا کیا تو امن سے اس کی ابتدا کی اور گویا ہوئے: ﴿رَبِّ ٱجۡعَلۡ هَٰذَا بَلَدًا ءَامِنًا وَٱرۡزُقۡ أَهۡلَهُۥ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ مَنۡ ءَامَنَ مِنۡهُم بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُۥ قَلِيلًا ثُمَّ أَضۡطَرُّهُۥٓ إِلَىٰ عَذَابِ ٱلنَّارِۖ وَبِئۡسَ ٱلۡمَصِيرُ﴾ (١) (ترجمہ: اے پروردگار! تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں، پھلوں کی روزیاں دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا، پھر انہیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کر دوں گا، یہ پہنچنے کی بُری جگہ ہے)۔

- خلیل اللہ حضرت ابراہیم (علیہ الصلاۃ والسلام) جب حضرت اسماعیل (علیہ الصلاۃ والسلام) اور ان کی ماں کو لے کر مکہ آئے اور ان دونوں کو بیت اللہ خانہ کعبہ کے قریب رکھ کر ملک شام جانے لگے تو ام اسماعیل (حضرت اسماعیل کی والدہ) ان کے کہنے لگیں: آپ ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر جا رہے ہیں جس میں نہ پانی ہے نہ اور دوسری کوئی چیز؟ حضرت ابراہیم (علیہ الصلاۃ والسلام) ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ حضرت اُمّ اسماعیل نے پھر کہا: کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم (علیہ الصلاۃ والسلام) نے کہا: ہاں، حضرت اسماعیل کی والدہ نے

(١) سورۃ البقرۃ:١٢٦

کہا: تب تو اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

پھر حضرت ابراہیم (علیہ الصلاۃ والسلام) جب ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ دعا کیا: ﴿رَبِّ ٱجۡعَلۡ هَٰذَا بَلَدًا ءَامِنًا وَٱرۡزُقۡ أَهۡلَهُۥ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ مَنۡ ءَامَنَ مِنۡهُم بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُۥ قَلِيلًا ثُمَّ أَضۡطَرُّهُۥٓ إِلَىٰ عَذَابِ ٱلنَّارِۖ وَبِئۡسَ ٱلۡمَصِيرُ﴾ (۱) (ترجمہ: اے پروردگار! تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں، پھلوں کی روزیاں دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا، پھر انہیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کر دوں گا، یہ پہنچنے کی بُری جگہ ہے)۔ اس دعا میں طلبِ امن کا سوال طلبِ رزق سے پہلے کیا، کیونکہ خوف وہراس کے رہتے ہوئے کسی قسم کا بھی رزق لذّت سے خالی ہوتا ہے، بلکہ ضروری ہے کہ پہلے امن کی فضا قائم ہو، وہ تو زندگی کی اہم ضرورتوں میں سے ایک ہے جس کا وجود لوگوں کے دلوں میں اطمنان اور سکون پیدا کرتا ہے، ملک سلامت رہتا ہے، اور برّی اور بحری (خشکی وتری) سارے راستے محفوظ رہتے ہیں، بلاشبہ یہ اللہ کی طرف سے اس کے بندوں کے لئے ایک عظیم تحفہ اور انعام ہے۔

---

(۱) سورة البقرة:۱۲۶

لیکن حضرت ابراہیم (علیہ الصلاۃ والسلام) نے جب طلبِ رزق کا سوال کیا تو اس میں اہلِ ایمان کو خاص کر دیا۔ ﴿وَٱرۡزُقۡ أَهۡلَهُۥ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ مَنۡ ءَامَنَ مِنۡهُم بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِ﴾ (۱) (ترجمہ: اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں، پھلوں کی روزیاں دے)۔ یعنی اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان اور اہلِ کفر دونوں کو رزق دیتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے کو رزق عطا کر رہا ہے اس دنیا میں انہیں ضائع نہیں کرتا جیسے اہلِ ایمان کو دے رہا ہے ویسے اہلِ کفر کو بھی۔ رہے اہلِ ایمان تو وہ دنیا و آخرت دونوں جگہ امن وامان میں رہیں گے، دنیا میں ایک مومن کے رزق کا انتظام ہو رہا ہے اور آخرت میں اس کے رزق کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے۔ اسی طرح کافر کو اللہ جل وعلا دنیا میں رزق دے رہا ہے اور آخرت میں اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ (۲)

- پس امن وسلامتی زندگی کی ضرورتوں میں سے ہے۔ یہ جس جگہ اور جس ملک سے ناپید ہوا تو سمجھو وہاں زندگی پُر سکون نہیں رہ سکتی، فقدانِ امن اور خوف وہراس

---

(۱) سورۃ البقرۃ:۱۲۶

(۲) اس سلسلے میں اللہ عزوجل کا کلام ملاحظہ فرمائیں: ﴿لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِي ٱلۡبِلَٰدِ ۝١٩٦ مَتَٰعٞ قَلِيلٞ ثُمَّ مَأۡوَىٰهُمۡ جَهَنَّمُۚ وَبِئۡسَ ٱلۡمِهَادُ﴾ (سورۃ آل عمران:۱۹۶-۱۹۷)(ترجمہ: تجھے کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا فریب میں نہ ڈال دے، یہ تو بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے، اس کے بعد ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے اور وہ بُری جگہ ہے)

کے ماحول میں رزق کا مزہ ہی نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر ایک بڑی نعمت ہے، اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہلِ مکہ سے کہتا ہے:﴿لِإِيلَٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ إِۦلَٰفِهِمْ رِحْلَةَ ٱلشِّتَآءِ وَٱلصَّيْفِ ۝٢ فَلْيَعْبُدُوا۟ رَبَّ هَٰذَا ٱلْبَيْتِ ۝٣ ٱلَّذِىٓ أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَءَامَنَهُم مِّنْ خَوْفٍۭ ۝٤﴾ (١) (ترجمہ: قریش کے مانوس کرنے کے لئے (یعنی) انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لئے۔ (اس کے شکریہ میں) پس انہیں چاہئے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں، جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر اور خوف میں امن وامان دیا)۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھوک میں انہیں خوراک دے کر اور خوف سے مامون کرکے ان پر احسان کیا۔ رزق اور امن دونوں کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے جو ہمیں یاد دلاتا ہے کہ امن وسلامتی ہمارے اوپر اللہ کی بڑی نعمت وبخشش ہے۔

- دنیا کے مختلف خطےّ میں جنگ وجدال اور کشت وخون کے جو بھی واقعات پیش آرہے ہیں اسے آپ حضرات سن بھی رہے ہیں اور مشاہدہ بھی کر رہے ہیں، اللہ نے انہیں ایک دوسرے پر مسلط کردیا، اور یہ ان کفار کے پروپیگنڈے اور بھڑکانے کے نتیجے میں ہو رہا ہے جو ان کے درمیان بیٹھ کر انہیں ایک دوسرے کے

(١) سورۃ قریش:١-٤

خلاف اُکساتے رہتے ہیں، نتیجہ سامنے ہے کہ یہ سارے ممالک تباہی اور بربادی کے شکنجے میں کستے چلے گئے اور وہاں کے باشندگان کو ہلاکت وبربادی کا سامنا کرنا پڑا۔ الحمد للہ ہم لوگ اس ملک (سعودیہ عربیہ) میں امن وسلامتی اور بے بہارزق دونوں قسم کی نعمتوں کے سائے میں جی رہے ہیں، ضروری ہے کہ ہم اس نعمت پر اللہ کا شکر بجالائیں، اور ہمارے ارد گرد تباہی وبربادی، قتل وغارت گری، جلاوطنی اور حرمانِ امن جیسے جو بھی واقعات آپ کے علم میں آرہے ہیں ان سے عبرت حاصل کریں۔ ہم اس خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اس طرح کے خطرات سے مامون رہیں گے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے امن وسلامتی اور رزق کا وعدہ اس سے کیا ہے جو اس پر ایمان لائے، اسی پر بھروسہ کرے اور کما حقّہ اسی کی عبادت وبندگی کرے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنكُمْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ كَمَا ٱسْتَخْلَفَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ ٱلَّذِى ٱرْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِى لَا يُشْرِكُونَ بِى شَيْـًٔا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴾(۱)

(ترجمہ: تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ

(۱) سورۃ النور:۱۵۵

تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ مُحکم کر کے جمادے گا جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں)۔

اللہ جل وعلا کی طرف سے اہلِ ایمان کے لئے امن وسلامتی اور حفاظت کی ضمانت ہے۔ ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَلَمْ يَلْبِسُوٓا۟ إِيمَـٰنَهُم بِظُلْمٍ أُو۟لَـٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ﴾ (١) (جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہ راہِ راست پر چل رہے ہیں)، توحید خالص اور شرک سے پاک رہنے کے نتیجے میں اہلِ ایمان کے لئے دنیا وآخرت دونوں میں امن وامان ہے، یہی لوگ اپنے دین اور عقیدے میں راہِ ہدایت اور صراط مستقیم پر گامزن ہیں، اہلِ ایمان پر اللہ تعالیٰ کا یہ ایک بڑا فضل ہے، اور جو اس نعمت کے بعد اس کی ناقدری کرے تو ایسے لوگ فاسق ہیں، اللہ تعالیٰ کی بندگی سے نکلے ہوئے ہیں، اس کی نعمت کے مُنکر ہیں۔﴿وَمَن كَفَرَ

(١) سورۃ الأنعام: ٨٢

بَعۡدَ ذَٰلِكَ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ ﴾[1] (ترجمہ: اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں)۔

- شکرانِ نعمت اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت میں زیادتی کا باعث ہے، جبکہ کفرانِ نعمت عذاب الٰہی کے دروازے کھولتا ہے۔ ﴿لَئِن شَكَرۡتُمۡ لَأَزِيدَنَّكُمۡۖ وَلَئِن كَفَرۡتُمۡ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٞ﴾[2] (ترجمہ:اگر تم شکر گذاری کروگے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے)۔
- اللہ کے بندو! ہم اس بات کو اچھی سمجھیں، اس نعمت کے زوال کا سبب نہ بنیں، ہم اپنے دین سے چمٹ جائیں، نماز قائم کریں، بھلائی کا حکم دیں، بُرائی سے روکیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے احکام کی حفاظت ہمار نصب العین ہو۔ آج ہماری اکثریت نماز سے کیسے غافل ہے جو اسلام کا دوسرا رکن ہے؟ نماز سے سستی کرتے اور سوئے رہتے ہیں، کاہلی اور بے پروائی کے نتیجے میں نماز سے پیچھے رہتے ہیں- سوا اس کے جس پر اللہ رحم کرے-جب نماز کے ساتھ مسلمانوں کی یہ کیفیت ہے تو دین کے دوسرے امور کے ساتھ ان کا کیا حال ہو گا؟ جس نے

---

(۱) سورۃ النور:۱۵۵

(۲) سورۃ ابراہیم:۷

نماز کی حفاظت کی یقیناً اس نے دین کے بقیہ حصے کی بھی حفاظت کی، اور جس نے اسے ضائع کر دیا تو وہ اس کے علاوہ اسلام کے دوسرے احکام کو اور زیادہ ضائع کرنے والا ہے۔ جب نماز کے ساتھ اکثریت کا یہ حال ہے تو پھر شکرانِ نعمت کہاں باقی رہا؟

- لہٰذا معاشرے کو فتنے اور شر سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ سے ڈریں، آپس میں بھلائی کا حکم دیں اور ایک دوسرے کو بُرائی سے روکیں۔ ﴿وَلَيَنصُرَنَّ ٱللَّهُ مَن يَنصُرُهُۥٓۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ - ٱلَّذِينَ إِن مَّكَّنَّـٰهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ أَقَامُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا۟ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَمَرُوا۟ بِٱلْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا۟ عَنِ ٱلْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَـٰقِبَةُ ٱلْأُمُورِ﴾ (۱) (ترجمہ: جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین مین ان کے پاؤں جما دیں تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں اور زکوٰتیں دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور بُرے کاموں سے منع کریں، تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے)۔ نماز سے اکثریت کی غفلت نے انہیں ایک دوسرے پر مسلط کر دیا، اسی غفلت نے دشمنوں کو مسلمانوں کے درمیان دشمنی کی آگ بھڑکانے کا موقع فراہم کیا۔ ہم

(۱) سورۃ الحج: ۴۰-۴۱

ان سے عبرت پکڑیں، اپنے دین میں واپس ہو جائیں، نمازوں کے ساتھ ساتھ بقیہ امورِ دین کی حفاظت کریں تاکہ ہم ان فتنوں سے نجات پا جائیں جن کی صفت بزبانِ رسالت یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے۔(۱)

ہمارے دلوں میں اللہ کا خوف ہونا چاہیے، دنیا کے مختلف خطوں میں رونما ہونے والے واقعات وحادثات سے ہمیں عبرت لینا چاہیے قبل اس کے کہ یہ فتنے ہم تک پہنچ جائیں ہمیں (دین سے چھیڑ چھاڑ کرنے والے) احمقوں کو گرفت میں لینا ہوگا، ہمیں بُری باتوں سے اپنی زبان کو لگام دینا ہوگا، ہمیں بھڑکیلے کلام اور فواحش ومنکرات کی اشاعت میں اپنی زبان پر کنٹرول کرنا ہوگا۔ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ﴾(۲) (ترجمہ: جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جلدی جلدی نیک-کام کرلو ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے حصوں کے مانند ہوں گے، صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو ایماندار ہوگا اور صبح کو کافر، اور اپنے دین کو دنیا کے مال کے بدلے بیچ ڈالے گا» (صحیح المسلم كتاب الإيمان، باب:الحث على المبادرة بالأعمال قبل تظاهر الفتن)۔

(۲) سورۃالنور:۱۹

رہتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں)۔

- اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، امن واستقرار کی حفاظت کرو، تم سب امن کے محافظ وپاسباں ہو، جہاں تم سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ حفاظت اور بقاءِ امن وسلامتی کی خاطر اللہ کے شکر گذار بندے بنے رہو، وہیں تم پر یہ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جو امن وسلامتی کی راہ میں مُخِل ہو رہے ہیں اور جو امن وشانتی کو برباد کرنے کے درپے ہیں ان کے بارے میں قانون نافذ کرنے والے ادارے کو بتاؤ تاکہ کشتی میں سوراخ کرنے سے انہیں روکا جائے ورنہ ہم سب کے سب غرق ہو جائیں گے۔ نادانوں اور احمقوں کے ہاتھوں کو روکو، آج تو ان کی کثرتِ تعداد کا نہ پوچھو، قیل وقال، سب وشتم، غیبت وچغلخوری اور اشتعال دلانے کے سوا اور ان کے پاس رہ ہی کیا گیا ہے! انہیں پکڑو اور سمجھاؤ، اصلاح کا یہ عمل پہلے اپنی ذات اور جو تمہارے ماتحت ہیں ان سے شروع کرو، پھر عام مسلمانوں کی خیر خواہی بھی تمہارا ہدف ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ وَٱلْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ ٱلْإِنسَـٰنَ لَفِى خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلْحَقِّ وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلصَّبْرِ ﴾ (۱) (ترجمہ: زمانے کی قسم، بے شک (بالیقین) انسان سر تا سر نقصان

(۱) سورۃ العصر:۱-۳

میں ہے ، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی)۔ ہر انسان خسارے اور نقصان میں ہے سوائے اس شخص کے جو مندرجہ ذیل چار صفات سے متصف ہو۔

(۱) ایمان۔

(۲) عمل صالح۔

(۳) حق یعنی(اللہ تعالیٰ کی شریعت کی پابندی اور محرمات ومعاصی سے اجتناب) کی ایک دوسرے کو تلقین۔

(۴) اور مصائب وآلام پر صبر کی ایک دوسرے کو نصیحت۔

- کہاں ہیں یہ خصلتیں؟ ان خصلتوں کو سامنے رکھ کر ہم اپنا جائزہ لیں تاکہ ہم اُس نقصان سے بچ جائیں جس کی خبر اللہ نے اس سورت میں دی ہے۔ اللہ نے قسم کھائی ہے–اور وہ اپنے قسم میں صادق ہے- کہ ہر انسان گھاٹے اور نقصان میں ہے مگر وہ شخص جس کے اندر یہ چار خصلتیں موجود ہوں، ہم تلاش کریں کہ کیا ہمارے اندر، ہمارے بھائیوں کے اندراور ہمارے ماتحتوں کے اندر یہ صفتیں پائی جاتی ہیں؟ بھائیو! ہم شریعت پر عمل کرنے اور منکرات و معاصی سے رک جانے کی ایک دوسرے کو تلقین کریں، ہم بھلائی کا حکم دیں، برائی سے روکیں، اور اس راہ میں جن مصائب وآلام کا سامنا ہو ان پر صبر کرنے کی ہم آپس میں ایک

دوسرے کو وصیت کریں، کیونکہ اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے صبر کی ضرورت پڑتی ہے، جن کے پاس صبر کا مادہ نہیں ایسے لوگ اس میدان میں زیادہ دن ٹک نہیں سکتے۔

- پس مسلمانو! ہم اللہ کی اطاعت، اللہ کی تقدیر اور اللہ کے حرام کردہ چیزوں پر صبر کریں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر صبر کریں۔ اور یاد رکھو! کتاب اللہ سے بہتر کوئی کلام نہیں اور رسول اللہ (ﷺ) کی راہ سے بہتر کسی کی راہ نہیں، سب سے بد ترین کام دین میں نئی نئی بات پیدا کرنا ہے اور دین میں ہر نئی بات گمراہی ہے، اور (حق پر قائم ودائم رہنے والی مسلمانوں کی) جماعت کے ساتھ چمٹے رہو بے شک (حق پر قائم رہنے والی) جماعت کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے، اور جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں بھی اکیلے ہوگا۔

فتنوں سے بچنے کا ایک ہی راستہ
اتباعِ قرآن و سنت

فتنوں سے بچنے کا ایک ہی راستہ
اتباعِ قرآن وسنت

الحمد لله والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وبعد:

❁ **ان دنوں عالم اسلامی اور عالم عربی** پر فتنوں کی ایسی آندھی چلی ہے جو ان کے امن کے لئے خطرہ بن گئی، جس نے ان کے سکون و قرار کو چھین لیا، ان کا شیرازہ بکھر گیا، اور جس نے ان کی حکومتوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ (ان سب کے پیچھے) دشمنوں کی پلاننگ، اورانجام سے بے خبر، جھوٹے وعدوں کے چکروں میں پڑنے والے اور پانی نُماسُراب کے پیچھے بھاگنے والے کچھ شورش پسند لوگ اور ٹارگٹ زدہ حکومتوں کے فریب خوردہ چند نوجوانوں کے ذریعہ اس (پلاننگ) کی تنفیذ ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اب وسائل اعلام (میڈیا) میں پڑھنے اور سننے کو وہی خبر ملتی ہے جو آپ کو پریشان کردے، قتل وخونریزی، جلاوطنی (دیش سے نکال دینا)، حکومتوں کی برخواستگی اور حالات میں تبدیلی (جیسے واقعات اب تو روز سننے کو ملتے ہیں)۔ بلاشبہ فتنوں کی چنگاری جلانے والے ایسے لوگوں کے حق میں اللہ کے نبی (ﷺ) کا یہ قول پوری طرح ثابت ہوتا ہے کہ یہ جہنم کی طرف بلانے والے لوگ ہیں جو ان کی بات مانیں گے ایسے لوگوں کو وہ جہنم میں ڈال دیں گے۔

❁ **اللہ کے رسول** (ﷺ) نے ہمارے لئے ایک راہ متعین کی ہے جس پر چل کر ہم ان

شر پسند افراد کے فتنوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔(چنانچہ) جب صحابی رسول (ﷺ) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول سے پوچھا کہ اگر میں (گمراہ کرنے والے اس طرح کے لوگوں کے) زمانہ کو پالوں تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ (ﷺ) نے اس کا جواب دیا کہ: «تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ» (مسلمانوں کی جماعت اور اس کے امام (حاکم) کے ساتھ لگے رہو) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا کہ اگر کوئی جماعت اور امام نہ ہوں؟ آپ (ﷺ) نے جواب دیا: «فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ عَلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ» (تو تمام فرقوں سے الگ تھلگ رہ اگرچہ کسی درخت کی جڑ کو دانت سے پکڑے ہی رہنا پڑے یہاں تک کہ تم کو اسی حالت میں موت آجائے) (۱)۔

یہ تو ایک فرد کے تعلق سے اللہ کے نبی (ﷺ) کا ارشاد تھا (کہ اسے فتنوں کے وقت کیا کرنا چاہئے)۔ رہا پوری امت کا معاملہ تو اللہ کے رسول (ﷺ) نے انہیں اختلاف اور فتنوں کے وقت کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامے رہنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ آپ (ﷺ) کا ارشاد ہے: «فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ» (بلاشبہ تم میں سے جو میرے بعد

(۱) دیکھئے: (بخاری ح: ۷۰۸۴، مسلم ح: ۱۸۴۷)

زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، چنانچہ ان حالات میں میری سنت اور ہدایت یافتہ میرے خلفاء کی سنت اپنائے رکھنا، سنت کو خوب مضبوطی سے تھامنا اور اسے دانتوں سے پکڑے رہنا) (1)۔اور اللہ کے اس قول: ﴿ وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْ ﴾ (2) (اللہ تعالیٰ کی رسّی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو) کی یہی تفسیر ہے۔

❁ **اس ربانی اور نبوی وصیت کا ثمرہ** (فائدہ) ہمیں اس وقت دیکھنے کو ملا جس وقت فتنوں کی آندھی چل رہی تھی اور واقعات وحادثات نے کہرام مچار کھا تھا جو اسلامی اور عربی ممالک کے نظام کو بدلنے کا مطالبہ اور اشتعال انگیزی کا سبب بن گیا، جس سے چند عوام اور حکام کو نقصان بھی پہنچا۔(لیکن فتنوں کے اس طوفان میں بھی) یہ ملک -سعودیہ عربیہ- امن وامان کے ساتھ قائم ودائم رہا، کیونکہ اس کا دستور قرآن ہے جو یہ بیان کرتا ہے کہ :﴿ لَّا يَأۡتِيهِ ٱلۡبَٰطِلُ مِنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهِۦۖ تَنزِيلٞ مِّنۡ حَكِيمٍ حَمِيدٖ ﴾ (3) (ترجمہ: جس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، یہ ہے نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے)۔(اور یہ اعلان بھی کرتا ہے کہ):

(۱) دیکھئے: (ابوداؤد ح: ۴۶۰۷، ترمذی ح:۲۶۷۶)

(۲) سورہ آل عمران:۱۰۳

(۳) سورہ فصلت:۴۲

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ ٱللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ [1]
(ترجمہ: یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟)۔

- **رہے انسان کے بنائے ہوئے قوانین** تو ایسے قوانین فتنوں کے طوفان کے سامنے ڈٹ نہیں سکتے، کیونکہ اس کی بنیاد میں وحی الٰہی کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا جو ہر زمان ومکان کے لئے درست (اور قابل عمل بھی) ہو، کسی میں اتنی سکت نہیں کہ وہ (قانونِ الٰہی) کے مثل کوئی نظام پیش کرسکے، اور نہ ہی کسی کے اندر اتنی ہمت ہے کہ (اللہ کے اس نظام میں) کوئی نقص نکال سکے: ﴿وَٱللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِۦ﴾ [2] (ترجمہ: اللہ حکم کرتا ہے کوئی اس کے احکام پیچھے ڈالنے والا نہیں (یعنی کوئی اللہ کے حکموں کو رد نہیں کرسکتا)۔
- **جب نبی (ﷺ)** نے فتنوں کے واقع ہونے کے بارے میں خبر دیا تو آپ (ﷺ) سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ)! اس سے نکلنے کا راستہ کون سا ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: « اللہ کی کتاب »۔ رہے انسانوں کے بنائے ہوئے آئین اور قوانین تو وہ نقد سے خالی نہیں اور نہ ہی ہر زمان ومکان کے لئے درست بھی ہے، ایسا نظام تو پہلے ہی حملے میں ڈھیر ہو جائے گا، اس کی حیثیت مکڑی کے جالے کی طرح ہے جو ٹھنڈی، گرمی اور بارش سے اپنے آپ کو بچا نہیں پاتا، اور نہ ہی تیز

---

(۱) سورۃ المائدہ:۵۰

(۲) سورۃ الرعد:۴۱

و تند ہوا کے مقابلے میں ڈٹ سکتا ہے۔

❁ **اسی لئے** (آپ نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ)سعودی عرب کے باشندوں نے بدامنی، مظاہرے اور احتجاجی جلوس کی دعوت کا سب سے پہلے بائیکاٹ کیا، انہوں نے (اس قسم کے ہنگامے اور فساد) کی پُر زور تردید کی (اور دوٹوک انداز میں یہ اعلان بھی کیا کہ) دین اسلام میں اس قسم کے ہنگامے کی ذرا بھی گنجائش نہیں، شریعت کی نظر میں اس طرح کا عمل ناجائز ہے، اسلام اس قسم کے کسی بھی عمل کو کنڈم کرتا ہے، اور سکون ووقار اور امن وامان کا حکم دیتا ہے، اسلام تو رعایا اور حاکم کے درمیان اتحاد اور یکجہتی کا حکم دیتا ہے، بد نظمی، انارکی اور لاقانونیت سے روکتا ہے، اسلام تو فتنے اور اہل فتن کو ختم کرنے کا حکم دیتا ہے، وہ تو ظلم وعدوان اور حاکمِ وقت کے خلاف بغاوت کرنے سے روکتا ہے، وہ تو باغی حضرات اور مظلوم کے درمیان صلح کا حکم دیتا ہے اگر اصلاح کی گنجائش ہو، ورنہ باغی جماعت کے ساتھ تو اس وقت تک قتال کا حکم دیتا ہے جب تک وہ اللہ کے حکم کے تابع نہ ہو جائے۔(جیسا کہ) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا۟ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنۢ بَغَتْ إِحْدَىٰهُمَا عَلَى ٱلْأُخْرَىٰ فَقَٰتِلُوا۟ ٱلَّتِى تَبْغِى حَتَّىٰ تَفِىٓءَ إِلَىٰٓ أَمْرِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن فَآءَتْ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا بِٱلْعَدْلِ وَأَقْسِطُوٓا۟ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ ﴿٩﴾ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴾[1] (ترجمہ: اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس

---

(۱) سورۃ الحجرات: ۹-۱۰

میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرادیا کرو، پھر اگر ان میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور عدل کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے)۔ اور نبی (ﷺ) کا ارشاد ہے: «مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ، أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ، فَاقْتُلُوهُ»[1] (ترجمہ: جو شخص تمہارے پاس آئے اور تم سب ایک شخص کے اوپر جمے ہو، وہ تم میں پھوٹ ڈالنا اور تمہارے اتفاق میں خلل ڈالنا چاہتا ہے تو اس کو مار ڈالو)۔

- **جب فتنے ظاہر ہوجائیں** تو اس کے روک تھام کے لئے اسلام کا یہی طریقہ کار ہے۔ حکام سعودی عرب اور وہاں کے علماء کا بھی فتنے کے وقت یہی کردار رہا ہے- وللہ الحمد- اسی طرز عمل نے ہر دشمن کو لگام دیا، جاہلوں کو بتلادیا اور ہر غافل کو خبردار کر دیا۔ اور جو اس منہج کو تھام لے تو قیامت کی صبح تک –باذن اللہ– کوئی بھی فتنہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(۱)(مسلم کتاب الأمارة، باب:حكم من فرق أمر المسلمين وهو مجتمع برواية عرفجه رضي الله عنه)

امن سے کھلواڑ ایک خطرناک عمل

امن سے کھلواڑ ایک خطرناک عمل

انسان کو کھانے پینے سے زیادہ امن کی ضرورت ہے، کیونکہ خوف اور ڈر کی صورت میں راستے منقطع ہو جاتے ہیں، جو ایک شہر سے دوسرے شہر تک سامانِ رزق کو پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رہزنوں کے لئے سخت سے سخت سزا متعین کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسۡعَوۡنَ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓاْ أَوۡ يُصَلَّبُوٓاْ أَوۡ تُقَطَّعَ أَيۡدِيهِمۡ وَأَرۡجُلُهُم مِّنۡ خِلَٰفٍ أَوۡ يُنفَوۡاْ مِنَ ٱلۡأَرۡضِۚ ذَٰلِكَ لَهُمۡ خِزۡيٞ فِي ٱلدُّنۡيَاۖ وَلَهُمۡ فِي ٱلۡأٓخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾﴾(۱)

(ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دئے جائیں یا سولی چڑھا دئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے)۔

---

(۱) سورۃ الرعد:۳۳

- اسلام تو آیا ہی ہے ضروریات خمسہ (پانچ ضروریات) دین و عقل، جان ومال اور آبرو کی حفاظت کے لئے۔ اور جو بھی ان ضروریات کے ساتھ زیادتی کرے گا شریعت نے اس کے حق میں حدود مرتب کئے ہیں چاہے ان (ضروریات) کا تعلق مسلمانوں سے ہو یا معاہدوں سے، ایک کافر معاہد کے لئے وہی حقوق ہیں جو ایک مسلمان کے لئے ہیں، اور ایک کافر معاہد کے اوپر وہی حکم لازم آئے گا جو ایک مسلمان کے اوپر۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ»(۱)

(ترجمہ: جس نے کسی ذمی کو (ناحق) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا)۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ٱسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَـٰمَ ٱللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُۥ﴾(۲)

(ترجمہ: اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے تو تو اسے پناہ دے دے یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچادے)۔

جب مسلمانوں کو ذمیوں سے عہد وپیمان میں خیانت کا خطرہ ہو تب بھی ذمیوں سے

(۱) أخرجه أحمد ٢/ ١٨٦، والبخاري (٣١٦٦) و (٦٩١٤) ، والنسائي ٨/ ٢٥، وابن ماجه (٢٦٨٦)،وابن حبان في "الصحيح(٤٨٨١).

(۲) سورة التوبة:٦

قتال کرنا جائز نہیں یہاں تک کہ ختمِ معاہدہ کے بارے میں انہیں بتانہ دیا جائے جو فریقین کے درمیان تھا، بغیر بتائے ہوئے اچانک ان سے لڑائی نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴾(۱)

(ترجمہ: اگر تجھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہد نامہ توڑ دے، اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کا پسند نہیں فرماتا)۔

مسلمانوں کے عہد وپیمان میں داخل ہونے والے کفار تین قسم کے ہیں:

۱- **مستأمن:** وہ ہے جو کسی ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے اسلامی مملکت میں امان کے ساتھ داخل ہوتا ہے، پھر اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے بعد اپنے وطن لوٹ جاتا ہے۔

۲- **مُعاہد:** وہ ہے جو اسلامی ملک میں مسلمان اور کافروں کے درمیان صُلح کے ماتحت داخل ہوتا ہے۔ ایسے مُعاہد کافر کو (اس اسلامی ملک میں) اس وقت تک امن وامان حاصل ہوگا جب تک کہ فریقین کے درمیان عہد وپیمان ختم نہ ہو جائے، اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ کوئی (اسلامی ملک میں رہنے والے اس مُعاہد پر) دست

(۱) سورۃ الأنفال:۵۸

درازی کرے، جیسا کہ کسی مسلمان پر دست درازی کرنا جائز نہیں۔

۳- **ذِمی:** وہ ہے جو مسلمانوں کو جزیہ (ٹیکس) دیتا ہے اور وہ مسلمانوں کے حکم کے تابع ہوتا ہے۔

اسلام ان تینوں قسموں کے کافروں کی جان ومال اور آبرو کی حفاظت کا ضامن ہے، اور جس نے بھی ان پر ظلم وزیادتی کی اس نے اسلام کے ساتھ خیانت کیا، اور وہ سخت سزا کا مستحق ہے۔ عدل وانصاف مسلمان اور کافر سب کے ساتھ ضروری ہے، حتیٰ کے وہ کفار بھی جو مذکورہ بالا تینوں قسموں (معاہدین، مستأمنین اور اہلِ ذمہ) میں سے نہ ہوں (تب بھی عدل وانصاف مطلوب ہے)۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا﴾(۱)

(ترجمہ: جن لوگوں نے تجھے مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ)۔

اور اللہ کا یہ فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ

(۱) سورۃ المائدۃ:۲

أَقۡرَبُ لِلتَّقۡوَىٰ ﴾(۱)

(ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت تمہیں خلافِ عدل پر آمادہ نہ کرے)۔

- جو لوگ مامون (پناہ دیئے گئے شخص) پر ظلم وزیادتی کرتے ہیں وہ یا تو خوارج ہیں یا راستے کے چور ڈاکو ہیں، یا بغاوت کے رسیا لوگ ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ سخت کاروائی کی جائے جو انہیں ان کی حد میں رکھے اور مسلمانوں، مامون لوگوں اور ذمیوں کو ان کے شر سے روکے۔ اور ایسے لوگ جو کسی بھی جگہ پر دھماکہ کرتے ہیں اور مسلمانوں یا معاہدوں کے معصوم جان ومال کو نقصان پہنچاتے ہیں، عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرتے ہیں، در حقیقت یہ وہی لوگ ہیں جن کی بابت اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يُعۡجِبُكَ قَوۡلُهُۥ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَيُشۡهِدُ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلۡبِهِۦ وَهُوَ أَلَدُّ ٱلۡخِصَامِ ﴿٢٠٤﴾ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي ٱلۡأَرۡضِ لِيُفۡسِدَ فِيهَا وَيُهۡلِكَ ٱلۡحَرۡثَ وَٱلنَّسۡلَۚ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ ٱلۡفَسَادَ ﴿٢٠٥﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُ ٱتَّقِ ٱللَّهَ أَخَذَتۡهُ ٱلۡعِزَّةُ بِٱلۡإِثۡمِۚ فَحَسۡبُهُۥ جَهَنَّمُۖ وَلَبِئۡسَ

(۱) سورۃ المائدۃ:۸

ٱلۡمِهَادُ ﴿٢٠٦﴾ (۱)

(ترجمہ: بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے، حالانکہ وہ دراصل زبردست جھگڑالو ہے۔ جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی کی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔ اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے، ایسے کے لئے بس جہنم ہی ہے اور یقیناً وہ بدترین جگہ ہے)۔

- تعجب تو یہ ہے کہ اسلامی احکام کا پاس نہ رکھ کر ظلم وجور کرنے والے یہ لوگ اپنے اس عمل کو جہاد فی سبیل اللہ کا نام دیتے ہیں، جب کہ یہ اللہ پر ایک بڑا جھوٹ اور افتراپردازی ہے، کیونکہ اللہ نے اس طرح کے عمل کو جہاد نہیں فساد کہا ہے۔
- لیکن ہمیں اس وقت کوئی تعجب نہیں ہوتا جب ہم یہ جانتے ہیں کہ ان سے پہلے کے خوارج نے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو کافر کہا، حضرت عثمان وعلی (رضی اللہ عنہما) (خلفاء راشدین اور ان دس لوگوں میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی) کا قتل کیا اور اپنے اس (فساد) کو جہاد کا نام دے دیا۔ یہ جہاد فی سبیل الشیطان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ يُقَٰتِلُونَ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِۖ وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۰۴، ۲۰۶

﴿يُقَـٰتِلُونَ فِي سَبِيلِ ٱلطَّـٰغُوتِ﴾[1]

(ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کی راہ میں لڑتے ہیں)۔

ان کے ان کرتوتوں کا ذمہ دار اسلام نہیں جیسا کہ دشمنانِ اسلام کہتے ہیں کہ اسلام دہشت گردی کا دین ہے اور مجرموں کی اس کاروائی کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ بلاشبہ ان کے اس عمل کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں، نہ ہی اسلام اس کو سراہتا ہے اور نہ ہی کسی اور دین میں اس کی گنجائش ہے یہ ایک باغیانہ سوچ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی سوچ رکھنے والے (خارجیوں) کے قتل کا حکم دیا اور جو انہیں قتل کرے اس کے لئے بہتر بدلے کا وعدہ کیا۔

جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

«سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَحْدَاثُ الأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الأَحْلاَمِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ البَرِيَّةِ، لاَ يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ، كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا

(۱) سورۃ النساء:۷٦

لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ»(۱)

(ترجمہ: آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو عمر میں نوجوان ہوں گے مگر بے عقل، مخلوق میں سب سے افضل ترین شخصیت(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں کرتے ہوں گے، جب کہ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا ہوگا، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کہ تیر اپنے شکار سے نکل جاتا ہے، تم ان سے جہاں بھی ملو، انہیں قتل کر دینا۔ کیونکہ ان کو قتل کرنے والے کے لئے قیامت کے روز بہت بڑا اجر ہے)۔ لیکن ان (خارجیوں) سے مسلمانوں کا حاکم ہی قتال کرے گا، جیسا کہ صحابہ کرام نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی قیادت میں ان سے قتال کیا۔

- **مدارس اسلامیہ دہشت گردی کے اڈے نہیں:** بعض منافق اور جاہل لوگ (اپنا دماغی توازن اس حد تک کھو بیٹھے ہیں کہ وہ) یہ گمان کرتے ہیں کہ مدارس اسلامیہ ہی وہ جگہ ہے جہاں اس فکر کی تعلیم دی جاتی ہے، اور مدارس کے نصابِ تعلیم میں یہ منحرف فکر شامل ہے، اور پھر اس نصابِ تعلیم کو بدلنے کا مطالبہ بھی کرتے ہیں۔

---

(۱) رواه البخاري(٣٤١٥)، ومسلم(١٠٦٦)، وأبوداؤد(٤٧٦٧) والنسائي في "السنن" (٤١٠٤)، وابن ماجه في "السنن"(١٧٥)، وأحمد في "المسند"(٦١٦).

ایسے منافقوں اور جاہلوں کو جاننا چاہئے کہ اس قسم کی سوچ رکھنے والے اسلامی مدارس کے سند یافتہ نہیں، اور نہ ہی انہوں نے علماءِ اسلام سے علم حاصل کیا، کیونکہ وہ لوگ مدارس، اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے کو حرام سمجھتے ہیں، علماءِ اسلام کو حقارت سے دیکھتے اور انہیں جاہل سمجھتے ہیں، انہیں حکمرانوں کا دلال اور ایجنٹ کہتے ہیں۔ واقعہ تو یہ ہے کہ ایسے لوگ فکری انحراف رکھنے والوں اور کم عمر جیسے احمق لوگوں کے پاس جاکر علم حاصل کرتے ہیں۔ یہ وہی کر رہے ہیں جیسا کہ ان کے اسلاف (پہلوں) نے علماء صحابہ کو جاہل اور کافر کہا تھا۔

- والدین اور ذمہ داران سے ہم یہ امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں پر توجہ دیں گے، اور ایسے تخریبی سوچ رکھنے والوں کی صحبت اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے انہیں دور رکھیں گے، جو انہیں گمراہ فکر اور منحرف راستوں کی طرف ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ علماء کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ صحیح رہنمائی کا کام کرتے رہیں، مدارس، مساجد اور وسائل اعلام (میڈیا) کے ذریعے درست عقائد کی تعلیم کا کام انجام دیتے رہیں تاکہ ان گمراہ لوگوں کو کوئی موقع نہ مل سکے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو تاریکی میں جاکر اہل اصلاح کی غفلت کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

والحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ

فہرست

امنِ عالم ہے فقط دامنِ اسلام میں ------------------------ ۰۵
* انسان امن وسلامتی کا محتاج ہے ---------------------- ۰۸
* بحالئ امن میں دنیاوی نظام کی ناکامی --------------------- ۰۹
* صرف اسلام ہی امن وسلامتی کا ضامن ------------------ ۰۹
* دعوتِ توحید کا ثمرہ --------------------------- ۱۲
* امن وسلامتی کے بنیادی اسباب ----------------------- ۱۳
* نفاذِ حدود کا مقصد --------------------------- ۱۸
* اسلام دنیاو آخرت دونوں کے امن کا ضامن ہے ---------------- ۱۹
امن زندگی کی اہم ترین ضرورت ------------------------ ۲۵
فتنوں سے بچنے کا ایک ہی راستہ اتباعِ قرآن وسنت ---------------- ۴۱
امن سے کھلواڑ ایک خطرناک عمل ----------------------- ۴۹